Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵ | سوموار ۲۴، جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ، ۲۲ صلح ۱۳۶۹ ہش، ۲۲ جنوری ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۹

لاکھوں احمدیوں کی گواہی

"دنیا میں لکھوکھہا احمدی ذاتی طور پر اس بات کے گواہ ہیں۔ بچے بھی گواہ ہیں، مرد بھی عورتیں بھی، سب دنیا میں جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ یہی سلوک کرتا ہے کہ اخلاص کے ساتھ خدا کی راہ میں کچھ پیش کرنے والے کی قربانی کی توفیق بھی بڑھتی ہے اور مالی وسعت بھی اس کو عطا ہوتی ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء صہ ۳)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کبھی تم کو مال سے یا جان سے یا اولاد یا کھیتوں وغیرہ کے نقصان سے آزمایا کریں گے۔ مگر جو ایسے وقتوں میں صبر کرتے اور شاکر رہتے ہیں تو ان لوگوں کو بشارت دو کہ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کشادہ اور ان پر خدا کی برکتیں ہوں گی۔ جو ایسے وقتوں میں کہتے ہیں (ہم اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ترجمہ از ناقل) یعنی ہم اور ہماری متعلق کل اشیاء سب خدا ہی کی طرف سے ہیں اور پھر آخرکار ان کا لوٹنا خدا ہی کی طرف ہے۔ کسی قسم کے نقصان کا غم اُن کے دل کو نہیں کھاتا۔ اور وہ لوگ مقام رضا میں بود و باش رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ صابر ہوتے ہیں اور صابروں کے واسطے خدا تعالیٰ نے بے حساب اجر رکھے ہوئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صہ ۱۹۸)

"گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں ان کے بد ثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے اور اندر ہی اندر وہ جل بھُن کر راکھ ہو جاویں۔

یہ وقت بڑے خوف کا ہے۔ اس لئے توبہ و استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزول عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالےٰ تمہاری حفاظت کرے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صہ ۲۹۹)

○ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ کے بھائی مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ گردوں میں انفیکشن کی وجہ سے بیمار ہیں۔ اور میو ہسپتال لاہور میں بغرض علاج داخل ہیں۔

احباب ان کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کریں۔

○ ڈاکٹر آصف محمود صاحب کھاریاں لکھتے ہیں خاکسار کے والد بزرگوار مکرم چوہدری اکبر علی صاحب ولد چوہدری مہر دین صاحب محلہ شمالی کھاریاں اچانک دل کے حملہ سے رحلت فرما گئے ہیں۔ آپ ایک نہایت ہمدرد خلیق اور مخلص احمدی تھے۔ ہر کسی سے خیر خواہی اور اکرام سے پیش آتے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے تھے بروز جمعہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۰ء صبح ۱۰ بجے ان کی نماز جنازہ کھاریاں میں ادا کی گئی۔ جس میں ایک خاص تعداد ایسے احباب کی تھی جو احمدی نہیں ہیں۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ والد محترم کی بلندیٔ درجات کے لئے دُعا کریں۔

خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنیوالا مفلس نہیں ہوتا

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا سارا مال بھی دے دیتا ہے تو وہ اُسے بھوکا نہیں مرنے دیتا۔ وہ اس کی بہتری کے غیب سے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اب اگر کسی کی جسمانی کمزوری جو کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ہوتی ہے دور ہو جائے اس کے جسم کو طاقت اور توانائی حاصل ہو جائے۔ اسے بھوک کا احساس نہ رہے اور وہ راحت اور سکون محسوس کرنے لگے تو کھانے کا مقصد حاصل ہو گیا۔ اب اگر وہ سادہ کھانا نہ بھی کھائے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ غرض حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

؎ زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نہ گردد

یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال دینے والا کبھی مفلس نہیں ہوتا اور آگے جا کر آپ اس کی بڑی عجیب دلیل دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا"

ہمت کا لفظ فارسی زبان میں کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے تین معانی (۱) بلند ارادہ (۲) جرأت اور (۳) دعا کے ہیں۔ پس اس مصرع کے یہ معنے ہوئے کہ اگر تم نیک نیتی کے ساتھ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا ارادہ کرو گے اور جرأت اور بہادری کے ساتھ اپنی اس پاک نیت کو عملی جامہ پہناؤ گے اور ساتھ ہی عاجزی اور تذلل کے ساتھ دعا کرتے رہو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس ہدیہ کو قبول کرے تو خدا تعالیٰ تمہاری مدد کو آئے گا۔۔۔۔ اور جب خدا تعالیٰ تمہاری مدد کو آجائے گا۔ اور تمہارا ناصر بن جائے گا تو افلاس یا کوئی اور شیطانی حربہ تم پر غالب نہیں آسکے گا اور تمہیں مغلوب نہیں کر سکے گا، کیونکہ تم نیک ارادہ نیک عمل اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرتے ہو اور اس سے یہ امید رکھتے ہو کہ وہ اسے قبول کرے گا اس لئے وہ اسے رَد نہیں کرے گا اور جس مال کو خدا تعالیٰ قبولیت کا شرف بخش دیتا ہے وہ مال ضائع نہیں ہوتا۔ اس میں ہمیشہ برھوتی ہی ہوتی رہتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ فروری ۱۹۶۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ، مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۲ صلح ۱۳۶۹ ہش ۲۲ جنوری ۱۹۹۰ء

غلط فہمی پیدا کرنا

وہ کہانی تو آپ نے سنی ہوگی کہ کوئی شخص بکری کا بچہ اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ دو تین شرپسندوں نے اس سے وہ بکری چھیننی چاہی تو سکیم یہ بنائی کہ وہ کچھ فاصلے پر کھڑے ہوگئے اور ایک نے اس سے کہا عجیب بات ہے کتّے کے پلّے کو اُٹھائے چلے جا رہے ہو۔ پلید جانور کو یوں اٹھانا کہاں کی شرافت ہے۔ وہ کہنے لگا بھائی یہ تو بکری ہے۔ ذرا آگے گیا تو دوسرے نے کہا خوب! کتّے کے پلّے کو یوں اُٹھائے چلے جا رہے ہو شرم نہیں آتی کہ ایک گندے جانور کو یوں اُٹھائے جا رہے ہو۔ اس نے سوچا یہ کیا بات ہے مَیں نے تو بکری اُٹھائی ہوئی ہے اور یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ کتّے کا پلّہ ہے۔ ذرا آگے بڑھا تو ایک اور شخص نے یہی بات کہی۔ اور اسے مزید شک میں ڈال دیا۔ کہانی سنانے والے کہتے ہیں کہ آخر اس نے بکری کے بچے کو زمین پر دے مارا اور کہنے لگا مَیں غلطی میں تمہیں بکری ہی سمجھتا رہا۔ ہو تو کتّے کا پلّہ۔ یہ کہانی دو باتوں کو ذہن میں رکھ کر سنائی جاتی ہے۔ ایک تو یہ کہ کوئی بات کتنی ہی غلط کیوں نہ ہو بار بار کہنے سے سچی لگنے لگتی ہے۔ سوائے ایسے شخص کے جو بہت ہی سمجھدار ہو۔ اور دوسری یہ بات کہ ہم ہر چیز سے ویسا ہی سلوک کرتے ہیں جیسا اسے سمجھتے ہیں۔ اس شخص نے اس جانور کو بکری سمجھا تو اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ اور جب اسے خیال آیا کہ یہ تو کتّا ہے تو اسی وقت اسے زمین پر دے مارا۔ اور اسے وہیں چھوڑ کر آگے نکل گیا۔

یہ کہانی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ اور اگر انسان کچھ اور ہوشیاری سے کام نہ لے تو اسے مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے۔ یا وہ غلط فہمی سے ایسے کاموں کا مرتکب ہو سکتا ہے جن کا بعد میں اسے افسوس ہو اور جس وقت افسوس کے اظہار کا موقعہ ملے اس وقت وہ کچھ بھی نہ کر سکے۔

کسی اچھے بھلے شخص کو بدنام کرنے کے لئے یہ ہتھکنڈہ استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ یہ بات کہتا ہے یا وہ، وہ بات کہتا ہے۔ وہ دِل میں یہ سوچتا ہے یا وہ سوچتا ہے۔ اس کے دِل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ ہے۔ یہ ساری باتیں لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنے والی ہیں لیکن ان کو دہراتے رہیں تو لوگ ان پر یقین کرنے لگیں گے۔ اور پھر ان سے ویسا ہی سلوک کریں گے جیسا کہ اس شخص سے کیا جانا چاہیئے جو واقعی ان باتوں کا مرتکب ہو۔

ایسی ہی ایک بات ہمارے متعلق پھیلائی گئی ہے اور مسلسل پھیلائی جا رہی ہے کہ یہ منہ سے یہ کہتے ہیں اور ان کے دل میں کچھ اور ہے۔ بات بالکل جھوٹ ہے لیکن اسے اتنا پھیلایا گیا ہے کہ عوام بیچارے اسے سچ سمجھنے لگے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب لوگوں پر رحم فرمائے۔

میرے تنکے کو دیکھنے والے
کاش تو خود پہ بھی نظر ڈالے
اپنے شہتیر کو چھپاتا ہے
یہ پہیلی کسی سے بُجھوا لے

ابوالاقبال

آخری لمحاتِ زندگی

کرم خاکی ہے کچھ نہیں انساں — ہو اگر سام و رستم و بہرام
قابلِ دید ہے وہ نظّارہ — آئے جس وقت موت کا پیغام
توبہ توبہ لبِ مسلماں پر — اور زبانِ ہنود پر ہے "رام"
ڈاکٹر اور طبیب گھبرائیں — کوئی کچھ کر سکے نہ روک نہ تھام
ہاتھ پاؤں میں اِک تشنّج سا — سلب ہو طاقتِ قرار و قیام
نبضیں چھٹ جائیں ہوش اُڑ جائیں — اور زباں میں رہے نہ تابِ کلام
سانس رُک جائے آنکھیں پتھرائیں — ہو چکے آخری پیام و سلام
جسم اور جان میں جدائی ہو — ملک الموت کر چکے سب کام
سننے والوں کے دِل پگھل جائیں — ایک برپا ہو ماتم و کہرام
دارِ دنیا سے کوچ کرنے پر — ہاتھ پلّے رہے نہ ایک چھدام
جاہ و منصب سبھی دھرا رہ جائے — مال اعمال بِن نہ آئے کام
وارثوں میں ہو سیم و زر تقسیم — جیسے دربار میں بٹے انعام
یہ زمینیں یہ جائیدادیں ہیں — نقد اتنا ہے اسقدر ہے دام
لینے دینے کے سارے لیکھے ہوں — کوڑی کوڑی کا ہو حساب تمام
دیر تھی آنکھ کے جھپکنے کی — کارخانہ نیا، نیا ہے نظام
رنگ محفل نیا، نئے ساماں — ساقی و مطرب و مئے گلفام
وہ امنگیں وہ ولولے وہ جوش — وہ شب و روز فکرِ نیلِ مرام
آسمان و زمیں کا دور نیا — وہ رہا ہے نہ یہ رہے گا مدام

ہے ہر اِک چیز آنی و فانی
اور باقی رہے خدا کا نام

مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر۔ ایڈووکیٹ۔ فیصل آباد

"انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۲۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سابق چیف جسٹس قدیرالدین احمد

پاکستان نے ہم کو کیا دیا؟

میرے لئے یہ حیرت کی بات ہے کہ بہت سے پاکستانی یہ سوال کرتے ہیں کہ اس ملک نے ہم کو کیا دیا۔ گویا کہ ملک کا ملنا تو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ بہت قوموں نے جن میں یہودی شامل ہیں یہ آرزو کی تھی کہ ان کو ملک نصیب ہو جائے سکھ بھی اسی زمرہ میں ہیں۔ جن بادشاہوں کے پاس ملک ہوتے تھے وہ بھی اُن کی توسیع کی کوشش کرتے تھے۔ ہمایوں کے ہاتھ سے ملک نکل گیا تو اُس نے اسے واپس لینے کیلئے کیا کیا جتن کئے اپنی اور اپنے ذرا سے بیٹے اکبر کی جان کی بازی لگا دی۔ اورنگ زیب نے اپنے ملک کی توسیع کیلئے طرح طرح کی ذہنی اور جسمانی تکالیف برداشت کیں۔ برسوں تک شیر کی کھال کو اپنا بچھونا اور اپنے بازو کو تکیہ بنا کر زندگی گزاری۔ ہم کو خدا نے وہ ملک دیا جو دنیا میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت تھی تو ہم نے آدھا حصہ گنوا دیا اور اب پوچھتے ہیں کہ جو کچھ بچا ہے اس سے ہم کو کیا فائدہ ہے؟ جواب دینے سے پہلے اتنا تو کہنے کو ضرور جی چاہتا ہے کہ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا!

یہ سوال کرنے والوں سے کوئی پوچھے کہ ملک اور سلطنتیں کیا دیا کرتی ہیں؟ ڈاکٹر اقبال نے خدائے عزوجل کی طرف سے کولمبس پر احسان جتانے کیلئے فرمایا ہے کہ ؎

مانگنے والوں کو ہم دنیا بھی نئی دیتے ہیں

کیا آپ کہیں گے کہ دنیا نئی دی تو کیا دیا۔ جن لوگوں نے اس دنیا کو بسایا ان کے حالات کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہو گا کہ وہ لوگ ہوش ربا محنت اور تکالیف کے دور سے گزرے ہیں۔ ان کو جو ملا تھا وہ بڑے بڑے جنگل تھے۔ صحرا تھے۔ بے قابو دریا تھے دور دور کہیں تہذیب اور تمدن نہیں تھا۔ لیکن انہوں نے تو یہ نہیں کہا کہ ہم کو امریکہ ملا تو کیا ملا۔ اس کے برعکس جان توڑ کے محنت اور مشقت کی۔ یہاں تک کہ وہ ملک دنیا کا مہذب ترین اور طاقت و ثروت میں یکتا خطۂ زمین بن گیا۔ دو ڈھائی سو برس کی جستجو کے بعد وہ اُس بلندی پر پہنچ گئے کہ اب ہم جیسے ممالک ان کے دست نگر ہیں۔ ان سے خوف زدہ بھی ہیں اور ان کی خوشامد میں بھی لگے رہتے ہیں۔

کوئی ہمارے ملک کے اُن باشندوں سے جو مایوس اور ہراساں ہیں پوچھے کہ دنیا بھر کے ملک اپنے بسنے والوں کو کیا دیا کرتے ہیں اور یہ حضرات اس ملک سے وہ کیا چاہتے ہیں جو یہ ملک ان کو نہیں دیتا؟ جہاں تک ہماری عقل کام کرتی ہے ممالک جو دیا کرتے ہیں وہ زرخیز زمین ہے۔ عظیم الشان پہاڑ ہیں۔ بڑے بڑے دریا ہیں۔ صحت بخش موسم اور اچھی آب و ہوا ہے اور اس سے بھی زیادہ مہیا کریں تو معدنیات ہیں۔ یہ سب چیزیں تو پاکستان نے ہم کو دی ہیں، اور دل بھر کر دی ہیں۔ ان کی بابت تو شکایت ہو نہیں سکتی۔ اگر کوئی چاہے کہ بنے بنائے اسکول اور کالج، اسپتال، ہوٹل، جنگ کا سامان، خودرو انگور، انار، سردا گرما، پکی پکائی روٹی، شیرینی دے تو یہ چیزیں نہ پاکستان کی زمین سے نکلتی ہیں اور نہ یہاں کے درختوں میں لگتی ہیں یہ ملک تو کیا کوئی ملک بھی یہ چیزیں نہیں دے سکتا۔ اب آپ بتائیں کہ اعتراض کرنے والے اس ملک سے کیا چاہتے ہیں۔ جو خطۂ زمین نہیں دے سکتا؟ وہ امن و سکون، آپس کی محبت اور رواداری، بغیر ہاتھ ہلائے دولت کے انبار، بڑے بڑے کارخانے، اچھی اچھی ملازمتیں، اونچی اونچی عمارتیں، وسیع کوٹھیاں، اعلیٰ درجے کی صحت اور قابل رشک جوانی مانگتے ہیں تو یہ صحیح ہے اور سو فیصدی صحیح ہے۔ یہ نعمتیں نہ ہمارا ملک دے سکتا ہے اور نہ کوئی اور ملک دے سکتا ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کا پیدا کرنا اور حاصل کرنا ہر ایک ملک کے باشندوں کا اپنا کام ہے۔ مغرب کے باشندوں نے اپنے ممالک کو ترقی دی ہے۔ ساز و سامان اور حسن و خوبصورتی سے آراستہ کیا ہے۔ اپنی صحتوں کو اعلیٰ درجے کا بنایا ہے۔ وہاں اور ان کی نقل کرنے والے ممالک جیسے جاپان ایسے ممالک میں جہاں لوگوں کے قد تک بڑھ گئے ہیں۔ عمریں بڑھ گئی ہیں۔ صحتیں اعلیٰ ترین درجے کی ہو گئی ہیں۔ بہت سی خطرناک بیماریوں کو نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ ہندوستان میں چیچک کی پوجا کی گئی لیکن اس لعنت سے چھٹکارا نہیں ہوا۔ بعضوں نے ہیضے کے مرض سے مرنے والوں کو یہ سمجھ کر شہید کہا کہ اس مرض سے مرنے والا ایک معصوم انسان ہوتا ہے۔ ایک مہلک مرض کے وار سے ہلاک ہو جاتا ہے اس لئے شہید کا درجہ پاتا ہے۔ اس لحاظ سے اور بہت سے بندے بھی شہید کہلائے جا سکتے ہیں۔ لیکن ہیضہ کی بیماری انسان کی کوشش سے باہر نہیں تھی چنانچہ انسان نے اسکو روئے زمین سے مٹا دیا۔ اس وقت جو ترقی یافتہ ممالک ہیں ان میں سے اکثر کا موسم ایسا ہے کہ اب سے دو سو برس پہلے وہاں کے لوگ اپنے ممالک کو اس قابل نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کبھی مشرقی ممالک کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوں گے۔ وہاں کی بارشیں، برفباری، سردی، کہر اور دھند انسان کو پریشان کئے دیتی تھیں وہ سورج کی دھوپ اور معتدل موسم کو ترستے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ انہوں نے ان خرابیوں پر قابو پالیا۔ اب ان کو سردی تکلیف دیتی ہے نہ بارش، زمین سے پیداوار بھی حاصل ہونے لگی ہے۔ اب مشرق کے رہنے والوں کے منہ میں ان کو دیکھ دیکھ کر پانی آتا ہے۔ ان کا جی چاہتا ہے کہ جا کر وہیں آباد ہو جائیں۔ یہ تو ایسی بات ہے کہ جس کا گھر بد سلیقہ اور بے ڈھنگا ہو وہ اُس گھر میں گھس جائے جس کو اس کے مکین نے سنوارا ہے۔ اسی طرح کی یہ عادت بھی ہے کہ اپنے ملک کو دیکھ کر نادم ہونے کی بجائے جاپان، جرمنی اور امریکہ کے آرام و آسائش پر رال ٹپکائیں اور اپنے ملک کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ اس میں قصور اپنا ہے یا ملک کا۔

رات دن شکایتیں سننے میں آتی ہیں کہ پاکستان میں بد معاملگی بہت ہے۔ کسی پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ لوگ نہ وعدے کا خیال کرتے ہیں اور نہ وقت کی پابندی کا۔ نماز وقت کی پابندی سکھاتی ہے اور کلام پاک کا ارشاد ہے کہ وعدوں کا حساب لیا جائے گا۔ لیکن پاکستانی اس تعلیم سے مبرّا اور آزاد ہو گئے ہیں یہ کس کام کا ملک ہے یہاں روزگار نہیں ملتا۔ نہ امن ہے نہ چین ہے۔ اس سے تو ہندوستان اچھا ہے۔ اور مغرب کا تو کہنا کیا ہے۔ یہ ملک کیا بنا بس ہم تو اس ملک میں پھنس گئے۔ اوّل تو یہ خیال نہیں آتا کہ ان ساری شکایتوں کا تعلق ہماری اپنی کمزوریوں اور پس ماندگی سے ہے سرزمین ملک کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہندوستان کی مثال یوں بھی غلط ہے کہ وہ سوائے فوجی طاقت اور انتخابات کے ہم سے بہتر حالت میں نہیں ہیں۔ مغرب کا ذکر کرنا اور اپنی بے ہنری، کم ہمتی، آرام طلبی اور بے علمی کا علاج نہ کرتے ہوئے پاکستان کو الزام دینا ایسا ہے جیسے کوئی نشہ کا عادی بیکار انسان تندرست توانا اور اچھے کردار کے آدمی کو دیکھ کر اپنے ماں باپ کو بُرا کہنے لگے۔ کیونکہ ملک کو دنیا والے ماں باپ ہی کا درجہ دیتے ہیں۔ ہندو زمین کو دھرتی ماتا اور ترک ملک کو باپ کہتے ہیں لیکن ہم میں سے بہت سے اپنی سرزمین کو ہر لعنت سے نوازتے ہیں۔

پاکستان ۱۹۴۷ء میں بنا۔ اسی سال کے قریب قریب کوریا، چین، تائیوان اور اسرائیل بھی آزاد ہوئے۔ وہ ممالک ہر قسم کی ترقی سے سرفراز ہوئے۔ اور ہم نہ صرف ان سے پیچھے رہ گئے بلکہ یہ بھی نہ سمجھے اور نہ سمجھنے کے لئے تیار ہوئے کہ ہمارے پیچھے رہ جانے کی وجہ کیا ہے۔ بس کوشش یہی کرتے ہیں کہ کسی دوسرے کو الزام دیں تاکہ نہ ہاتھ ہلانا پڑے اور نہ عقل استعمال کرنی پڑے۔ لطف یہ ہے کہ ہم اپنے ملک اور اس کی اصلی حقیقت کو جانچنے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں۔ ہمارا ملک بہت سے ممالک سے بہت پیچھے ہے۔ لیکن ایسا ناکارہ بھی نہیں ہے جیسا کہ ہم اس کو سمجھے ہوئے ہیں اور اس کو بُرا اس طرح کہتے ہیں کہ گویا اس کی بُرائی کرنے میں ہماری خوبی چھپی ہوتی ہے۔ اگر ترقی کو سرزمین کا عطیہ ہی سمجھنا ہے تو یہاں تک تو حقیقت ہے کہ ہمارے ملک نے ہم کو وہ تحفے تو نہیں دیئے جو چین، اسرائیل وغیرہ ممالک نے دیئے بطور عطیہ دیئے ہوں گے۔ لیکن غور سے دیکھئے کہ کیا ہمارے ملک نے ہم کو کچھ نہیں دیا؟ بلکہ بہت کچھ نہیں دیا؟ پہلے یہ سوچئے کہ پاکستان سے ہم کو جو فوائد پہنچے ان کو جانچنے اور پہچاننے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ یہ طریقہ تو بالکل غلط ہے کہ ہم جرمنی، جاپان، ہندوستان، اسرائیل کی طرف دیکھیں اور اپنا مقابلہ ان سے کریں، ہاں یہ طریقہ ان ممالک سے مقابلہ کرنے کا تو صحیح ہے لیکن ہمارے ملک میں جو ترقی ہوئی ہے اس کو جانچنے کا نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ قوموں کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں ان کی عادات اور اطوار میں فرق ہوتا ہے۔ جہاں سے ان کی دوڑ کا ہم حساب لگاتے ہیں ان کے مدارج الگ الگ ہوتے ہیں، ان کو اچھی یا بُری نیت سے دنیا کی دوسری قوموں نے مدد دی اس کی مقدار اور انداز میں بہت فرق ہوتا ہے جب ان کے کارناموں کا اپنی حالت سے مقابلہ منظور ہو تو ان کی ترقی کو ضرور دیکھئے لیکن جب یہ دیکھنا ہو کہ ایک معین مدت میں ہم کو کیا ملا تو ان کو دیکھنے کا طریقہ غلط ہے۔

یہ جانچنے کے لئے کہ پاکستان کے بننے سے ہم کو کیا ملا۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے یہ دیکھیں کہ پاکستان کے بننے سے پہلے جو زمانہ تھا اُس نے ہم کو کیا دیا تھا اور پھر یہ دیکھیں کہ پاکستان بننے کے بعد سے اب تک کتنا فرق پڑا۔ اس تقابل کو سہل کرنے کے لئے میں اپنے صوبے یعنی سندھ کے متعلق گفتگو کروں تو مناسب ہو گا۔ اوّل تو یہ بیان کرنا مناسب ہو گا کہ تحریک پاکستان سے پہلے صوبہ سندھ موجود ہی نہیں تھا۔ مطالبۂ پاکستان نے یہ صوبہ بمبئی کے صوبے کو توڑ کر پیدا کیا۔ یہاں مسلمانوں کی اقتصادی حالت بہت کمزور تھی۔ وہ انگریزوں کے نہیں بلکہ ہندوؤں کے بھی دست نگر تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سارے صوبے میں مسلمانوں کے صرف دو دو ہائی اسکول تھے اور کالج ایک بھی نہیں تھا۔ ایس ایم کالج پاکستان کے بعد بنا۔ سندھ کی یونیورسٹی بھی پاکستان کا تحفہ ہے۔ اب سندھ میں مسلمانوں کے درجنوں کالج ہیں اور چھ یونیورسٹیاں ہیں۔ لیاری اور بعض تنگ بازاروں اور گلیوں کے علاوہ کراچی شہر میں تقریباً ساری جائیداد ہندوؤں کی تھی۔ مسلمانوں کی تعداد تقریبا بانوے فیصد تھی لیکن شہروں میں اکثریت ہندوؤں کی تھی کیونکہ وہ تعلیم یافتہ تھے اور دولتمند تھے۔ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ برائے نام تھا۔ سندھ سے چالیس آئی سی ایس کامیاب ہوئے تھے لیکن ان میں مسلمانوں کا تناسب یہ تھا کہ چالیس میں سے مسلمان ایک تھا۔ ساری اچھی ملازمتوں اور عہدوں پر ہندو مامور تھے چنانچہ جب تقسیم کی وجہ سے وہ ہندوستان چلے گئے تو عہدے خالی پڑے تھے۔ ان کو پر کرنے کے لئے آدمی نہیں ملتے تھے۔ چنانچہ قائداعظم کو اپیلیں کرنی پڑی تھیں کہ مسلمان افسر ہندوستان سے پاکستان آئیں۔ اس طرح جب پاکستان بنا تو سارا امپورٹ اور ایکسپورٹ کا کاروبار ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا۔ بلکہ گیہوں اور اناج کے آڑھتی بھی ہندو تھے۔ تقریباً ساری بڑی دکانیں ہندوؤں کی تھیں۔ اُس وقت بڑے بڑے وکیل اور ڈاکٹر ہندو تھے۔ بروہی صاحب نے نیا نیا وکالت کا امتحان پاس کیا تھا۔ ان کو جو ترقی ہوئی وہ پاکستان کا عطیہ تھا۔ مسلمان بینک اور انشورنس کے کام سے نابلد تھے۔ نہ تو مسلمانوں کی انشورنس کمپنیاں تھیں اور نہ بینک تھے۔ سارے صوبے میں کوئی کپڑا بننے کی مل نہ تھی اور نہ دھاگہ بنانے کی ساری روئی بمبئی چلی جاتی تھی اور وہاں ملوں میں کام آتی تھی یا بیرون ملک بھیج دی جاتی تھی۔ ۱۹۴۵ء یا ۴۶ء میں اسمبلی میں تجویز پیش ہوئی کہ کپڑا بنانے کی ایک مل لگ جائے تو اس پر اعتراض ہوا اور وہ تجویز ایک کمیٹی کے سپرد کر دی گئی۔ نتیجہ صفر رہا۔ صنعت بس اتنی تھی کہ روئی دھننے کے معمولی کارخانے تھے۔ اس کیفیت کا مقابلہ اب سندھ کی صنعت اور یہاں ملوں اور کارخانوں کی کثرت سے کیجئے۔ یہ بھی دیکھئے کہ سارے بینک اور اچھی اچھی انشورنس کمپنیاں جن میں سارے مسلمان ہیں اور طرح طرح کی امپورٹ، ایکسپورٹ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح، طرح طرح کی صنعتکاری کی ملیں اور کارخانے میلوں کے گھیر میں کراچی اور حیدرآباد کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حکومت مسلمانوں کی ہے۔ وزیر بھی وہی ہیں۔ ساری ملازمتوں پہ بھی وہی مامور ہیں۔ یہ سب پاکستان کی برکت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

تھوڑے ہی دن گزرے ہیں کہ ایک مذاکرہ ہوا تھا جس میں زیر بحث مضمون یہی تھا کہ پاکستان نے ہم کو کیا دیا۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ بعض بعض مقرر کوئی خوبی پاکستان کے قیام میں مشکل سے پاتے تھے۔ ان کے جذبات اور خیالات اس احساس سے گھٹ رہے تھے کہ ہم اپنے اطراف میں بدامنی، غیر محفوظ زندگی، لسانی اور نسلی تفرقے، دشمنیاں اور خونریزیاں دیکھ رہے ہیں ملک میں جمہوریت کم اور فوجی حکومت زیادہ رہی ہے۔ ان کی گھٹن بجا ہے لیکن ان خرابیوں کو وجود پاکستان سے علیحدہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ وجود ہیں۔ ملک پاکستان کا وجود اہل پاکستان سے جدا ہے۔ اہلِ پاکستان جو کچھ کرتے ہیں یا نہیں کرتے یہ ان کا عمل ہے ملکِ پاکستان اس کا جوابدہ نہیں ہے۔ دشمنیاں، فساد، نااہلی، عاقبت نااندیشی کے ہم اہلِ پاکستان ذمہ دار ہیں۔ وجود پاکستان اپنی جگہ ہر خوبی سے مزین ہے اور اس کے اپنے وجود، اس کے ساز و سامان کے علاوہ اس نے ہم کو آزادی دی ہے اور یہ موقع دیا ہے کہ کوشش کرکے بلند سے بلند مرتبہ اپنے اور اپنے ملک کے لئے حاصل کریں۔ یہ موقع، یہ آزادی اور اس کے فوائد وہ نعمتیں ہیں جن کا کوئی بدل نہیں ہے اور یہ نعمتیں تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور وجودِ پاکستان کا درخت پرور ثمر ہیں۔ ان سے انکار کرنا کفرانِ نعمت ہے جو بزدلی اور کم ہمتی کی علامت ہے۔

شذرات

یونیسف

لون سین

یونیسف ـ (اقوام متحدہ کا ادارہ جو بچوں کی دیکھ بھال کرتا ہے) کی ایک نئی دستاویز میں بتایا گیا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں بچوں کی اموات کی یہ وجہ نہیں کہ ان کی خبرگیری نہیں کی جاتی یا صرف غربت اس کا باعث ہے بلکہ یہ اموات اس وجہ سے واقع ہو رہی ہیں کہ والدین کو اس بات سے پوری آگاہی نہیں ہے کہ انہیں اپنے بچوں کے صحت کے متعلق مسائل کس طرح حل کرنے چاہئیں۔ بچوں کی اموات کی وجہ عدم رابطہ ہے۔ یہ بات جیمز گرانٹ جو یونیسف کے سربراہ ہیں انہوں نے بتائی ہے۔ والدین اور خاندان کی اگر پوری طرح امداد کی جائے تو ایک کروڑ چالیس لاکھ بچے جو اس طرح موت کا شکار ہو رہے ہیں ان میں سے ⅔ کی جانیں بچائی جا سکتی ہیں۔ یہ تعداد یعنی ایک کروڑ چالیس لاکھ ہر سال ہلاک ہونے والے بچوں کی تعداد ہے اور اس کو بچانے کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ والدین اور خاندانوں کو اس بات سے آگاہی مہیا کی جائے کہ بچوں کے مسائل کس طرح حل کئے جا سکتے ہیں۔

اب یونیسف اور عالمی تنظیم صحت اور امریکہ کی سائنٹیفک اینڈ کلچرل تنظیم نے اپنی کوششوں کو مربوط کرکے اس خلا کو پر کرنے کی کوشش شروع کی ہے ان کی اس مہم کا نام ہے۔ زندگی کے حقائق (FACTS FOR LIFE) وہ اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ یہ باتیں بلا واسطہ بچوں کے والدین تک پہنچانا آسان کام نہیں ہے اس لئے وہ مقامی صحافیوں، نشر کرنے والے اداروں اور ایسی ہی دوسری تنظیموں تک اپنا پیغام پہنچا رہے ہیں تاکہ یہ لوگ اس پیغام کو آگے والدین اور خاندانوں تک پہنچائیں۔

سب سے پہلا کام جو انہوں نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے دس ایسے مسائل کی فہرست تیار کی ہے جن سے والدین کا آگاہ ہونا انتہائی ضروری ہے اور یہ مسائل یہ ہیں:۔

- بچے کی پیدائش کا وقت معلوم ہونا۔
- والدہ بننے کے بعد والدہ کے لئے ضروری امور کی واقفیت۔
- مائیں اپنا دودھ خود پلائیں۔
- اس بات کا حساب کہ بچہ کس رفتار سے بڑھ رہا ہے۔
- بیماریوں سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے۔
- اسہال
- کھانسی۔ نزلہ زکام۔
- گھر میں صفائی کے انداز۔
- ملیریا۔
- ایڈز کی بیماری۔

ان دس مسائل کی فہرست بنا کر ماہرین کو دی گئی ہے کہ وہ تحقیق کرکے ایسے کتابچے شائع کریں جن سے اس پیغام کو دوسروں تک پہنچایا جا سکے دوسرا نام جو انہوں نے اس سکیم کے دوسرے حصے کو دیا وہ ہے "سب کے لئے تندرستی"۔ یہ تیار کئے گئے کتابچے (انیسویں انٹرنیشنل کانگریس جو پیرس میں جولائی کے مہینے میں منعقد کی گئی تھی) کے موقع پر تقسیم کئے گئے تھے۔ جب یہ مہم شروع کی گئی تھی تو ڈاکٹر مارک بلسے (BELSEY) جو WHO کے ادارے میں ماں اور بچے کی صحت کا خیال رکھنے پر مامور ہیں نے کہا کہ ان کتابچوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کئی عشروں کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ اور یہ سب کچھ WHO کے ماتحت کیا گیا ہے۔ انہوں نے پڑھنے والوں کو یقین دلایا کہ ان میں سائنسی معلومات نہایت احتیاط اور درستی سے درج کی گئی ہیں اور انہیں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ہر جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ زبان شستہ اور آسان ہے اور ان کتابچوں میں ہر باب میں صرف ایک مسئلے کا ذکر اور اس کا حل پیش کیا گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس مہم سے پہلے ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ مختلف تنظیمیں مختلف مسائل کے متعلق اپنے اپنے اور الگ الگ خیالات کا اظہار کرتی تھیں۔ جس سے کما حقہ، فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا تھا۔ اب جو مہم چلائی گئی ہے اس کے متعلق خیال ہے کہ اس کے نتیجہ میں سال ۲۰۰۰ء تک سب لوگوں کو تندرستی کا تحفہ مل سکے گا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے بچوں کی صحت کے متعلق کبھی اتنی زیادہ اور اتنے مختصر الفاظ میں بات نہیں کی گئی۔ جس طرز پر یہ کام شروع کیا گیا ہے۔ اس کی بعض مثالیں پیش کی گئی ہیں ان میں سے ایک مثال بنگلہ دیش کے ۲۵۰۰ کارکن ہیں۔ جنہوں نے ۹۰ لاکھ گھروں میں جا کر ماؤں کو بتایا کہ اگر بچوں کے جسم میں پانی ختم ہو رہا ہو تو کس طرح اور کیا منہ کے ذریعے دیا جا سکتا ہے جو سب سے آسان طریقہ ہے اور جس میں صرف چینی اور نمک ڈالا جاتا ہے۔

یہ دونوں کتابچے FACTS FOR LIFE اور HEALTH FOR ALL انگریزی زبان میں مندرجہ ذیل پتے پر مل سکتے ہیں۔

UNICEF' DIPA'
FACTS FOR LIFE UNIT'
3 UN PLAZA, NEW
YORK
NY 10017 U.S.A.

قیمت فی کتابچہ ایک امریکی ڈالر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیلوں میں تشدد

کہتے ہیں شام میں ایک ایسی جگہ ہے جس کے عربی نام کا ترجمہ مقام اختتام ہے اور واقعی وہ مقام اختتام ہی ہے۔

مشرقی جرمنی کے ایک شخص نے جس نے صدر صدام حسین کے حفاظتی دستوں کو تربیت دی تھی، نے کہا تھا کہ جو قیدی اس عمارت میں داخل ہو کر زندہ بچ رہے اس کو اس وقت قید سے رہائی دی جائے جب وہ اپنا نام تک بھول چکا ہو۔ اس عمارت کے اندر صدام حسین کے مخالفوں کی ہڈیاں توڑی گئی ہیں۔ اور ان کے ساتھ غیر فطرتی فعل کئے گئے ہیں۔ ان کے رشتہ داروں کی گردنوں پر گولیاں چلائی گئی ہیں اور یہ سب کچھ ان قیدیوں کے متصل کمروں میں کیا گیا۔ اور ان کے ذہنوں کو بالکل صاف کر دیا گیا ہے عراق سے مقابلہ کرتے ہوئے خیال پیدا ہوتا ہے کہ شام کے ہاں لبرل جمہوریت ہے۔ لیکن دمشق میں بھی مشرقی جرمنی کے حفاظتی عملے کے ارکان نے شامی خفیہ پولیس کو یہ بات سکھائی ہوئی ہے کہ قیدیوں کو کس طرح توڑا جا سکتا ہے مشرقی برلن کے لوگوں نے وہاں سے ایک ایسی چیز فراہم کی جس کا نام جرمن کرسی ہے اگر کوئی قیدی سوالوں کے جواب دینے سے انکار کرے تو یہ کرسی جس کی بیک BACK خود بخود ہلنے لگتی ہے اس زور سے قیدی کی کمر پر ضرب لگاتی ہے۔ کہ اس کی کمر کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ شامیوں نے از خود بھی ایسی ہی ایک کرسی تیار کر لی ہے جسے شامی کرسی کا نام دیا جاتا ہے یہ بھی اسی طرح ہڈیاں توڑتی ہے۔ لیکن کسی قدر آہستہ آہستہ، اب کہا جاتا ہے کہ شامیوں نے اپنی زیادہ تکلیف دہ سزائیں کم کر دی ہیں مشرقی برلن کے جن لوگوں نے یہ باتیں سکھائی تھیں ان کو اب ان کے گھروں میں قید کیا جا رہا ہے عرب ممالک میں بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے وہ باتیں دیکھی ہیں جو مشرقی یورپ میں اب نظر آتی ہیں۔ وہاں کے لوگ اب یہ سوچنے لگے ہیں کہ شائد اب وہ وقت دور نہیں جب تمام لوگوں کو انصاف مل سکے گا۔ اس وقت ہو سکتا ہے عراق کے باشندے بھی یہی سوال پوچھ رہے ہوں جو کہا جاتا ہے کہ صدر صدام کے لئے بہت بڑے خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ عرب ممالک کو گلاس ناسٹ اور پیرسٹرائیکا جیسی چیزیں دیکھنے میں کتنا وقت لگے گا۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ روس کا زلزلہ عرب ممالک پر بھی محسوس کیا

جا رہا ہے۔

دمشق میں روسیوں نے حافظ الاسد سے کہا ہے۔ کہ وہ اس بات کا خیال چھوڑ دیں کہ انہیں اسرائیل کے ساتھ برابری کا درجہ حاصل ہو جائے۔ اور یہ بھی کہ ماسکو سے جو انہیں اسلحہ ملتا ہے اس کو وہ اچھی کرنسی کے ذریعے خریدیں نہ کہ شامی بیکار پونڈ کے ذریعے۔ بغداد میں روسیوں نے اس بات کی دھمکی دی ہے کہ عراق کے صدر صدام حسین اسلحہ جنرل مائیکل عون کو جو عیسائی فوج کے سربراہ ہیں بھیجنا بند کریں۔ آج سے ۲۰ سال پہلے ماسکو کی نیوز ایجنسی تاس نے کہا تھا کہ امریکہ اسرائیل کے ذریعے شام اور لبنان کو آپس میں لڑوانا چاہتا ہے اور اس بات کی تنبیہ کی تھی کہ وہ لبنان کے معاملات میں دخل اندازی بند کرے اب آج سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے صدر بش اور صدر گورباچوف نے ایک دوسرے کو اس بات پر مبارک دی کہ ان دونوں نے لبنان کے بحران کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ عربوں کو تو اس بات سے مایوسی ہوتی ہے۔ اور اسرائیلی اس پر بہت خوش ہیں کہ روس اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے۔ اب لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ روس کی وہ کیفیت جو عربوں کے ساتھ بہتر تعلقات کی غماز تھی ختم ہو گئی ہے۔ اب وہ اس خطے میں سب کے ساتھ "اچھے تعلقات" رکھنے کا خواہش مند ہے۔

اسرائیل

اسرائیلی حکومت کو اس وقت ایک بحران کا سامنا ہے۔ ان کے ایک وزیر جو سائنس کے وزیر ہیں اور لیبر پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کا نام ایزر دائز مین ہے۔ ان پر یہ الزام ہے کہ وہ تنظیم آزادی فلسطین کے راہنماؤں سے رابطہ رکھتے ہیں۔ وزیر اعظم یزک شمیر نے ان کو وزارت سے برطرف کر دیا ہے۔ حالانکہ اسرائیل کے صدر شائم ہرزوگ کا خیال ہے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ معطل کر دینا چاہیئے اور جب تک تحقیقات مکمل نہیں ہو جاتی اور ان کے خلاف کافی حد تک ثبوت نہیں مل جاتا انہیں معطل ہی رہنا چاہیئے۔ یہ وزیر لیبر پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور شمیر جو وزیر اعظم ہیں۔ وہ لکڈ بلاک کے ممبر ہیں۔ وائز مین کا خیال یہ ہے کہ تنظیم آزادی فلسطین کے راہنماؤں سے بات چیت کی جانی چاہیئے انہوں نے گذشتہ روز اس بات کا اقرار کیا کہ انہیں تنظیم آزادئ فلسطین کے ایک بہت بڑے راہنما کا فون آیا تھا۔ حالانکہ ان لوگوں سے اسرائیلیوں کو رابطہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسرائیل کے فوجی ریڈیو نے جب یہ کہا کہ وائز مین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ حال میں ہی انہوں نے تیونس میں تنظیم آزادی فلسطین کے ایک راہنما سے بات کی ہے۔ فوری طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ گفتگو وائز مین اور یاسر عرفات کے درمیان ہوئی ہو گی لیبر پارٹی کے پارلیمنٹری گروپ کی ایک میٹنگ میں انہوں نے اس بات کی تردید کی کہ تنظیم آزادی فلسطین کے کسی راہنما سے انہوں نے بالمشافہ بات کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ انہوں نے فون پر جو بات کی ہے۔ اسکے متعلق دوسرے وزراء کو مطلع کر دیا تھا۔ وائز مین نے یہ بھی کہا کہ وہ ایک عرب اسرائیل گائنو کالو جسٹ سے رابطہ رکھتے ہیں اُن کا نام احمد ٹی وی ہے۔ یہ صاحب تیونس گئے تھے جہاں انہیں فلسطینیوں سے بعض معاملات طے کرنے تھے۔ صدر ہرزگ نے یہ تجویز پیش کی کہ وائز مین کو معطل کر دینا چاہیئے اور یہ بات لوگوں کو اسرائیلی ٹیلی وژن کے حوالے سے معلوم ہوئی۔ مسٹر ہرزگ لیبر پارٹی کے ایک سابق راہنما ہیں اور اس بات میں ان کا بہت زیادہ دخل تھا کہ موجودہ حکومت نیشنل یونین کی بنائی جائے جس میں لیبر اور لکڈ گروپ دونوں شامل ہوں صدر کے ایک نمائندے نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ شمیر اور ہرزگ کی ملاقات تو ہوئی ہے۔ لیکن یہ بتانے سے انکار کر دیا ہے کہ ان کی آپس میں گفتگو کا موضوع کیا تھا

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے گذشتہ روز کہا کہ انہیں اس بات کا شبہ ہے کہ اسرائیلی حکومت فلسطینیوں کو گولی مار کر ہلاک کر دینے کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے وہ اپنے فوجیوں کو اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ انتفادہ کو روکنے کے لئے مقبوضہ علاقوں میں وہ فلسطینیوں کو ہلاک کریں ایمنسٹی نے اسرائیل سے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ فوج کو جو راہنما اصول دیئے گئے ہیں۔ جن کے مطابق وہ آتشین اسلحہ استعمال کر رہے ہیں۔ ان پر نظر ثانی ہونی چاہیئے۔ ایمنسٹی نے اس بات کی مذمت کی ہے اور کہا ہے موجودہ راہنما اصول جو فوجیوں کو اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت دیتے ہیں ان کو جلد از جلد ختم کیا جانا چاہیئے کیونکہ یہی بات فوجیوں کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ نہتے فلسطینیوں پر گولی چلا کر ان کی ہلاکت کا باعث بنیں۔ ایمنسٹی نے اسرائیل پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ انہوں نے فلسطینی مجاہدوں کو بلا وجہ اور بلا جواز ہلاک کیا ہے صرف یہ کہہ کر کہ یہ انتفادہ کی مہم میں حصہ لے رہے تھے۔ حالانکہ ان میں سے اکثر حراست کے وقت بغیر کسی اسلحہ کے تھے ایسے اسرائیلی فوجی جن کی جانیں کسی طرح بھی خطرے میں نہیں تھیں انہوں نے بھی اس بات کی آڑ لے کر کہ ان کی جانیں خطرے میں ہیں ان لوگوں کو جو پتھراؤ کر رہے تھے اور جن میں بچے بھی شامل تھے ہلاک کیا ہے ایمنسٹی کی رپورٹ سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اسرائیلی فوجیوں نے آنسو گیس کی زیادتی کی وجہ سے تقریباً ۱۰۰ فلسطینیوں کو ہلاک کیا ہے۔ اور بیمار قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا گیا۔ ایمنسٹی نے یہ بھی کہا ہے کہ اسوقت تک گذشتہ دو سال کے دوران صرف چار اسرائیلی فوجیوں کو قید کی سزائیں دی گئی ہیں۔

سب سے زیادہ عمر والا کیڑا

دوسرے جانوروں کے مقابلے میں قدرت نے کیڑے مکوڑوں کو بہت کم عمر دی ہے لیکن ایک کیڑا ایسا ہے جو کئی جانوروں سے بھی لمبی عمر پاتا ہے اور وہ ہے سکاڈا یعنی امریکی ٹڈا۔ اس کی ایک نسل ایسی ہے جو سترہ برس جیتی ہے۔ اس ٹڈے کو قدرت نے اتنی عمر تو دی ہے لیکن ان سترہ برسوں میں یہ زمین کے نیچے سوتا رہتا ہے۔ آخر کار صرف پانچ ہفتوں کے لئے سورج کی روشنی میں آتا ہے اور اس کے بعد مر جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اتنے برسوں زمین کے نیچے کیوں رہتا ہے۔ تو اس کا جواب کوئی بھی نہیں جانتا۔ صرف اتنا جانتے ہیں کہ مادہ ٹڈی باہر آنے کے بعد درختوں کی شاخوں پر انڈے دیتی ہے ان انڈوں میں سے جب بچے نکلتے ہیں تو وہ نیچے گر جاتے ہیں اور وہ مٹی میں دب کر درختوں کی جڑوں سے چمٹ جاتے ہیں اور پھر سترہ سال تک ساکت رہ کر درختوں کی جڑوں سے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں اور آخر کار درخت کے تنے کے راستے باہر روشنی میں آ جاتے ہیں۔ باہر نکلتے ہی یہ ٹڈے اپنے خول سے باہر آ جاتے ہیں۔ امریکہ کے کھلے میدانوں میں جو تیز سیٹی کی سی آواز آتی ہے یہ انہی کی ہوتی ہے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ نئے ٹڈے میں آواز کے پٹھے اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ کبھی تھکتے نہیں ہیں۔ ٹڈوں کی کوئی آٹھ سو قسمیں ہیں لیکن سترہ سال زندہ رہنے والی قسم صرف امریکہ میں ہوتی ہے ورنہ اکثر ٹڈے صرف دو سال زندہ رہتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چودھری محمد ارشد (ایم۔ایس سی)

عورت اور مرد کی برابری یا نابرابری؟

مرد اور عورت کے باہمی حقوق کا مسئلہ بین الاقوامی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ عیسائی یورپ بزعم خود حقوق نسواں کا علمبردار بنا ہوا ہے اور مشرقی دنیا کو عورتوں کے حقوق کا غاصب گردانے ہوئے ہے۔ لیکن حقیقت احوال کچھ اور ہی ہے۔ نہ تو یورپ ہی عورت کا محسن ہے اور نہ ہی موجودہ مشرقی دنیا اس کے حقوق کی غاصب ہے

بات دراصل یہ ہے کہ مرد اور عورت کے باہمی حقوق کا ادراک شاید دونوں گروہوں ہی سے عنقا ہے۔ مرد اور عورت نہ تو یورپین تصور کے مطابق مساوی الحقوق ہیں اور نہ ہی مشرقی تصور کے مطابق غیر مساوی۔ اس مسئلے کو قرآن نے اپنے مخصوص مختصر انداز میں حل کیا ہے۔

قرآن نے

۱۔ مرد کو کسان اور عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی ہے

۲۔ مرد کو عورت کا لباس اور عورت کو مرد کا لباس قرار دیا ہے۔

انہی دو تشبیہوں نے اس مسئلے کی حقیقت کو واضح کر کے رکھ دیا ہے جس طرح کسان اور کھیتی دو علیحدہ علیحدہ وجود ہیں۔ اور جس طرح جسم اور لباس دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ بالکل اسی طرح مرد اور عورت علیحدہ علیحدہ صفات وخصوصیات کے حامل ہیں۔ قانون قدرت کی کھلی کتاب ان تشبیہوں کی صداقت کی گواہی دے رہی ہے جانداروں کی تمام انواع میں نر اور مادہ میں ایک بین فرق موجود ہے جو پودوں اور درختوں تک میں نظر آتا ہے ایک اعتبار سے وہ ایک ہی نوع ہیں تو دوسرے اعتبار سے وہ مختلف النوع بھی ہیں۔ ان کی جسمانی ساخت مختلف ہے۔ ان کی کیمیائی ساخت مختلف ہے اور ان کے دوائر کار مختلف ہیں وغیرہ۔

اس معاملہ کا حل ان کے قدرتی دوائر کار کے عمیق مطالعہ میں پوشیدہ ہے۔ انہیں سمجھے بغیر اس گتھی کو سلجھایا ہی نہیں جا سکتا اور ان کے دوائر کار کو سمجھنے کے لئے نظام قدرت کا مطالعہ ضروری ہے۔ تمام جانداروں کے بشمول نباتات کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ نر و مادہ میں بنیادی اور فطری اختلافات ہوتے ہیں۔ جو ان کے دائرہ ہائے کار کی حدود کا تعین کرتے ہیں۔ ان کے فطری رجحانات نہ صرف مختلف ہوتے ہیں بلکہ وہ بالعموم ایک دوسرے کے مقابل پر واقع ہوتے ہیں۔ گویا کہ انہیں مختلف مقاصد کے حصول کے لئے بنایا گیا ہے۔ انسان جانداروں کے خاندان کا فرد ہونے کی حیثیت سے اس عمومی قانون قدرت سے ہرگز باہر نہیں ہے۔ اس لئے مرد اور عورت کے قویٰ میں فرق رکھا گیا ہے۔

مرد بالعموم جسمانی اعتبار سے مضبوط تر ہوتا ہے۔ اس کی جبلی ترجیحات عورت سے مختلف ہوتی ہیں۔ اس کے جسم کا کیمیائی نظام مختلف ہوتا ہے۔ مرد اور عورت کے دائرہ ہائے استعداد مختلف ہوتے ہیں۔ یہ اختلافات بالکل کسان اور کھیتی کے اختلافات سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے زاویہ نظر سے جسم اور لباس والی مشابہت کے حامل ہوتے ہیں۔

کسان اپنے کھیت سے جو محبت رکھتا ہے۔ ہم سب اس سے پوری طرح واقف ہیں وہ اسے زرخیز اور بہترین حالت میں دیکھنے کا خواہشمند ہوتا ہے وہ کھیت کے ایک ایک انچ کی خاطر بڑے سے بڑا خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ وہ کھیت کو نرم رکھتا ہے۔ اسے پانی دیتا ہے۔ کھاد مہیا کرتا ہے۔ فصل بونے کے بعد صبح و شام اس کی نگرانی کرتا ہے۔ کھیت کو لہلہاتا دیکھنے کا متمنی ہوتا ہے۔ اور وہ یہ سب کام اپنا فرض اولین سمجھ کر کرتا ہے۔ اگر وہی سلوک جو اپنے کھیت سے روا رکھتا ہے اپنی بیوی سے بھی روا رکھے تو وہ بیوی خود کو دنیا کی خوش نصیب ترین عورت تصور کرتی ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ عورت اپنے فطری خواص کی بناء پر اسی سلوک کی متمنی ہوتی ہے اور اگر اس قسم کی محبت۔ نگرانی اور حفاظت اسے میسر نہ آئے تو وہی عورت زندگی کی تمام دلچسپیاں کھو بیٹھتی ہے۔ اس کے برعکس مرد عورت سے فطری طور پر وہی توقعات وابستہ کرتا ہے جو وہ اپنے کھیت سے کرتا ہے یعنی کہ وہ اس کے لئے خوشنما لہلہاتی فصل یعنی نسل تیار کرے جسے دیکھ کر وہ خوشی اور مسرت حاصل کر سکے۔ مرد اپنی اس خواہش کی تکمیل کی خاطر وہ تمام تدابیر اختیار کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ جو وہ اپنے کھیت کے لئے کرتا ہے۔ جو مرد اپنی اس مسرت کے حصول میں کامیاب ہو جائے۔ وہی مرد خود کو خوش نصیب تصور کرتا ہے۔ وغیرہ۔

اسی طرح دوسری قرآنی مشابہت بھی فطرت انسان اور قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ یعنی مرد عورت کا لباس ہوتا ہے اور عورت مرد کا لباس۔ جسم اور لباس کی مشابہت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لباس جسم کے عیوب چھپانے کے علاوہ زینت کا موجب بھی ہوتا ہے۔ جہاں پہلی تمثیل مرد اور عورت کے فطری اور جبلی رجحانات کا پتہ دیتی ہے۔ وہاں پر یہ مشابہت مرد اور عورت کی باہمی معاشرت کے اصولوں کی طرف اشارہ کرتی ہے مرد اور عورت کی باہمی معاشرت بالکل اسی طرح ہونی چاہیئے جیسا کہ لباس کی جسم کے ساتھ ہے۔ ایک دوسرے کے پردہ پوش ہوں۔ اور ایک دوسرے کے لئے موجب زینت ہوں جو مرد عورت کو اپنے لباس کی طرح صاف۔ معطر۔ نفیس اور موجب زینت رکھے گا۔ وہی ایک کامیاب زندگی کا حامل متصور ہوگا۔ اسی طرح جو عورت وہی توجہ اور انہماک جو وہ اپنے لباس کو دیتی ہے۔ مرد کو بھی دے گی تو وہی عورت کامیاب زندگی گزارنے کا سکون حاصل کر سکے گی۔

یہی وہ اصول ہیں جن کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مرد اور عورتیں بے سکونی کی کیفیت میں مبتلا ہیں۔ یورپ کے حقوق نسواں کی علمبرداری کے دعوے کو اگر اس فطری کسوٹی پر پرکھا جائے تو فوراً عیاں ہو جاتا ہے کہ یورپ کا یہ دعویٰ نہ صرف کھوکھلا ہے بلکہ خطرناک نتائج کا حامل بھی ہے۔ یورپین فیملی دنیا کی کمزور ترین فیملی ہے اور اس حقیقت کا اقرار خود یورپین اقوام کو بھی ہے۔ یورپ مرد اور عورت کی مساوات کا دعویدار ہے جبکہ عورت کی فطری مجبوریاں اس کی کارکردگی کو مرد کی کارکردگی کے برابر لانے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ مرد عورت کے مقابلہ میں زیادہ جسمانی مزدوری کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ فوجی مرد فوجی عورت کی نسبت زیادہ موزوں ہوتا ہے۔ مردانہ پولیس۔ زنانہ پولیس سے اپنے دائرہ کار میں زیادہ کارآمد ہوتی ہے۔ اگر مردوں اور عورتوں کی کھیلوں کا الگ الگ انتظام نہ کیا جائے تو عورتیں بالعموم مردوں سے پیچھے رہیں گی۔ ملازمت میں عورتوں کو مردوں کی نسبت بہت زیادہ چھٹی اور آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ مرد اور عورت کو مساوی کہنا قانون قدرت سے بغاوت ہے۔ ہاں اگر عورت کو اس کے اپنے فطری دائرہ کار میں رکھا جائے تو وہ بہت سارے معاملات میں مرد سے بہت آگے ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح مرد اپنے دائرہ کار میں عورت سے آگے ہے۔ سائنسی تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ عورت VERBAL APTITUDES (گفتگو) اور اس سے متعلقہ امور میں مرد سے برتر ہے جبکہ مرد QUANTITATIVE APTITUDES اور متعلقہ شعبہ جات میں عورت سے بہتر ہے۔ اسی طرح بچوں کی تعلیم و تربیت عورتیں مردوں سے بہتر اس لئے کرتی ہیں کہ ان کے فطری قویٰ اس کام کے مناسب حال ہیں۔ وعلیٰ ھذا القیاس

اسی طرح مشرقی ممالک میں بھی قرآن کی ان فطری تشبیہوں کے نہ سمجھنے کی وجہ سے عورت کو مرد سے کمتر تصور کیا جاتا ہے جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ عورت اور مرد نہ تو مساوی اور غیر مساوی ہیں اور نہ ہی بہتر اور کمتر۔ وہ صرف مختلف ہیں مختلف فطری قویٰ کے حامل ہیں اور مختلف فطری دائرہ ہائے کار کے حامل ہیں وبس۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرد عورت کا مالک بھی ہے اور حاکم بھی۔ لیکن انہی معنوں میں جن معنوں میں وہ کھیت کا مالک ہے۔ مٹی کے اندر جو عمدہ خواص ہیں وہ نہ تو ان کا مالک ہے اور نہ ہی ان میں تبدیلی کا مجاز۔ وہ تو صرف ان خواص کے بہترین استعمال کا نگران ہے۔ محافظ ہے اور ذمہ دار ہے۔ زمین کا حقیقی مالک بھی وہ نہیں ہے کہ اس نے خود اسے پیدا نہیں کیا اس کی مالکیت ایک امانت ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔ جس کا حساب اسے مالک حقیقی اور خالق زمین کو دینا ہے۔ وہ قانون قدرت کے ہاتھوں مجبور ہے۔ اگر وہ کھیت پر خرچ نہیں کرتا۔ اس کی ضروریات کا بطریق احسن انتظام نہیں کرتا۔ اس کی نگرانی اور حفاظت نہیں کرتا تو وہ اس سے فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتا۔ جو کسان ان امور میں کوتاہی برتتا ہے وہ اس کا خمیازہ بھی خود ہی بھگتتا ہے۔

اسی طرح جو مرد عورت کے لئے لباس نہیں بنتا وہ خود بھی بے لباس ہی رہتا ہے۔ عورت کی پردہ پوشی اس کی اپنی پردہ پوشی ہی ہوتی ہے۔ یہی صورت حال عورت پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ اگر عورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرد کے لئے کھیتی کی طرح کار آمد اور ذریعۂ مسرت نہیں بنتی وہ خود ہی بنجر رہتی ہے۔ اور جو عورت مرد کا لباس بن کر اس کی پردہ پوشی اور اس کے لئے باعثِ زینت نہیں بنتی۔ وہ خود ہی سکونِ قلب سے محروم رہتی ہے۔ اگر مرد اور عورت اپنے اپنے فطری دائرہ ہائے کار سے باہر نکلنے کی کوشش ترک کر دیں تو یہ زمین ایک پر سکون رہائش گاہ بن سکتی ہے۔

احمدی طالبات متوجہ ہوں!

ایسی تمام احمدی طالبات جن کو کسی ایسے تعلیمی ادارے میں داخلہ مل رہا ہو جہاں مخلوط تعلیمی نظام ہو کیلئے ضروری ہے کہ وہ داخلہ سے قبل نظارت تعلیم کے توسط سے حضور پُرنور سے باپردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت حاصل کریں اور منظوری کی صورت میں داخلہ لیں۔

اسی طرح وہ تمام احمدی طالبات جو لاعلمی کے سبب مخلوط تعلیمی ادارے میں داخلہ لے چکی ہوں وہ بھی فوری طور پر نظارت تعلیم کے توسط سے حضور پُرنور سے باپردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت حاصل کریں۔

(نظارت تعلیم)

محافظ قبرستان کی ضرورت

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ شہر کو اپنے قبرستان کے لئے محافظ کی ضرورت ہے جسے ۶۰۰ روپے ماہوار مشاہرہ دیا جائے گا۔ رہائش کے لئے قبرستان میں کمرہ بنا ہوا ہے۔ نلکا بھی لگا ہوا ہے۔

احباب امیر صاحب جماعت سے احمدیہ بیت الذکر باغبانپورہ گوجرانوالہ میں رابطہ قائم کریں۔

الفضل کی قدر و قیمت کا اندازہ

حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا:۔

"آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں۔ مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہو گی لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔"

(الفضل ۲۸، مارچ ۱۹۴۶ء)

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۲۹۱:۔ میں عظمت حسین شہزاد ولد محمد شریف قوم بھٹی پیشہ کاروبار بیمہ زندگی عمر ۳۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن A-545 پیپلز کالونی فیصل آباد بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۷/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۷۰۰۰ روپے ماہوار بصورت کاروبار انشورنس مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عظمت حسین شہزاد A/545 پیپلز کالونی نمبر ۲ فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد اعظم اکسیر مربی سلسلہ وصیت نمبر ۱۷۲۷۹۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ڈاکٹر فضل کریم وصیت نمبر ۵۱۵۹۔

مسل نمبر ۲۷۲۹۲:۔ میں وحیدہ ناہید عظمت ولد عظمت حسین شہزاد قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیصل آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۷/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر بصورت زیورات طلائی سات تولہ مالیتی اٹھارہ ہزار روپے (۲) دیگر زیورات طلائی پونے سات تولہ مالیتی اٹھارہ ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۲۷۵ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ وحیدہ ناہید عظمت زوجہ عظمت حسین شہزاد A/545 پیپلز کالونی فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد اعظم اکسیر وصیت نمبر ۱۷۲۷۹۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عظمت حسین شہزاد خاوند موصیہ مسل نمبر ۲۷۲۹۱۔

مسل نمبر ۲۷۲۹۳:۔ میں عبد الرشید ملک ولد عبد الحمید ملک صاحب قوم ککے زئی پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیصل آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۷/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) کار مالیتی -/۹۹,۰۰۰ روپے (۲) مکان برقبہ ½ ۱۲ مرلہ مالیتی -/۲,۰۰,۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۵۷۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ملک عبد الرشید 3/8 پیپلز کالونی نمبر ۱ فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر ۱ ملک عبد الحفیظ وصیت نمبر ۲۴۹۵۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ملک عبد الوحید وصیت نمبر ۲۵۳۰۸۔

مسل نمبر ۲۷۲۹۴:۔ میں خدیجہ ناصرہ بیوہ راجہ عبد الحمید صاحب قوم ملک پیشہ خانہ داری عمر ۵۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جہلم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱/۹/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی تین تولہ تین ماشہ (۲) حق مہر -/۷۰۰ روپے (۳) خاوند کے ترکہ سے جو حصہ ملا -/۱۵,۰۰۰ روپے (۴) جمع شدہ نقد رقم -/۴۰,۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۷۵۰ روپے ماہوار بصورت فیملی پنشن مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ خدیجہ ناصرہ ۱۴۴۔ ریلوے کوارٹرز جہلم۔ گواہ شد نمبر ۱ ضیاء الحق سیٹھی حق بلڈنگ ایم ایم نمبر ۱ جہلم۔ گواہ شد نمبر ۲۔ منیر الدین احمد مربی سلسلہ

مسل نمبر ۲۷۲۹۵:۔ میں ناصر احمد ولد چوہدری خان محمد صاحب قوم بنت پچھم پیشہ ملازمت عمر ۴۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لطیف آباد ضلع حیدر آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۸/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ پلاٹ نمبر C/109 برقبہ ۱۳۵۰ مربع فٹ واقع گلشن خیر محمد حیدر آباد مالیتی -/۴۰,۵۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۴۲۵۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ناصر احمد مکان نمبر 8 - 30 2 لطیف آباد نمبر ۱۰ حیدر آباد۔ گواہ شد نمبر ۱۔ منصور احمد وصیت نمبر ۱۹۴۹۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ نعیم احمد وصیت نمبر ۱۳۹۶۵۔

حبوب مفیدِ اطہرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام — -/۱۵ روپے
۶۰ گرام — -/۴۵ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حوصلے کا مطلب

حضرت امام جماعت احمدیہ فرماتے ہیں :-

" وہ لوگ جن کو چھوٹے چھوٹے نقصانوں کی پرواہ نہیں ہوتی جب وہ تجارتیں کرتے ہیں تو اپنی طرف سے حوصلہ دکھا رہے ہوتے ہیں کہ اچھا یہ ہو گیا کوئی فرق نہیں پڑتا - اچھا وہ نقصان ہو گیا کوئی فرق نہیں پڑتا ہم اور آگے کما لیں گے - یہ جہالت کی باتیں ہیں اچھے تاجر وہی ہوتے ہیں جو چھوٹے سے چھوٹا نقصان بھی برداشت نہ کریں اور حوصلے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اپنے نقصان کو آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھیں اور روکنے کی کوشش نہ کریں۔"

خطبہ جمعہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء

(مہتمم صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

توسیع اشاعت

مندرجہ ذیل خواتین و احباب نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائی ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضلوں سے نوازے اور جزائے خیر عطا فرمائے :-

۱۔ محترمہ امۃ الرحمن بشریٰ بیگم صاحبہ (گوجرانوالہ) ــــــ ۵۰ روپے
۲۔ محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ ملک سعید احمد صاحب گلشن راوی لاہور ۲۰۰ "
۳۔ مکرم چوہدری اقبال احمد کاہلوں ماڈل ٹاؤن لاہور و اپنے بیٹے کیکاؤس احمد صاحب کی طرف سے) ۱۰۰ "
۴۔ محترمہ شہباز کرامت صاحبہ فیصل آباد ۲۰۰ "
۵۔ محترمہ کنیز احمد صاحبہ اہلیہ میجر عبدالحمید صاحب شرما ۱۰۰ "
۶۔ محترمہ امۃ الغنی صاحبہ اہلیہ شیخ روشن دین صاحب تنویر۔ ربوہ ۱۰۰ "

شفا میڈیکو میڈیکل سنٹر

الٹرا ساؤنڈ

ایکسرے - ای سی جی اور کلینیکل لیبارٹری

لاہور کا سب سے پرانا طبی مرکز، موجودہ زمانے کے ساتھ ہم آہنگ، نتائج اور تشخیص بذریعہ کمپیوٹر

ہر طرح سے قابلِ اعتماد، بیماری میں تشخیص کے مراحل طے کرتے وقت ہماری ماڈرن اور کمپیوٹر کے ذریعہ تشخیص کرنے والی مشینوں کے نتائج سے بھرپور فائدہ اٹھائیے۔

نہایت قابل، تجربہ کار اور کہنہ مشق ڈاکٹر صاحبان رپورٹ مرتب کرتے ہیں۔ کمپنی اپنے کام کی پوری ذمہ داری قبول کرتی ہے

ایکسرے، ای سی جی اور کلینیکل لیبارٹری کی سروس مریض کے گھر پر بھی مہیا کی جاتی ہے

دام ہمیشہ کی طرح نہایت واجب، مریض کا احترام اور اس سے ہمدردی ہماری انتہائی مسرت ہے

شفا میڈیکو، چوک شفا میڈیکو، نزد میو ہسپتال۔ لاہور فون ۶۳۶۹۳ - ۶۳۰۵۳ - ۲۲۳۴۶۲

ٹیلکس 44389 SHIFA PK. ٹیلی فیکس 92,42 228596

خبریں

ملکی خبریں

○ جماعت اسلامی پاکستان کے رہنما اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن غلام جیلانی ۱۹ جنوری کو لاہور میں بعمر ۶۸ سال انتقال کر گئے۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت اور پیپلز پارٹی نے اخبارات کی آزادی کا جو وعدہ کر رکھا ہے اس کی پوری پابندی کی جائے گی۔ انہوں نے اخبارات اور اخبار نویسوں کے خلاف ہر قسم کی زیادتی اور تشدد کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ تشدد اور جمہوریت ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔

○ وفاقی حکومت نے بیرون ملک منڈیوں سے ناقص اور غیر معیاری مال برآمد کرنے والوں کا مال ضبط کرنے اور انہیں موقع پر جرمانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان پارٹیوں کو بلیک لسٹ بھی کر دیا جائے گا اور ان اداروں کے حصہ دار یا سربراہ کو تجارتی مقاصد کے لئے بیرون ملک جانے کی اجازت بھی نہیں دی جائے گی۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارتی حکومت نے مقبوضہ ریاست جموں و کشمیر میں ڈاکٹر فاروق عبداللہ کے احتجاجی طور مستعفی ہونے کے بعد ریاست میں صدر راج نافذ کر دیا ہے۔ فاروق عبداللہ نے کانگرس کی مخلوط حکومت کی جانب سے نئے گورنر کی تقرری پر بطورِ احتجاج استعفیٰ دیدیا تھا۔ نئے گورنر نے ریاستی اسمبلی کو معطل کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ اسمبلی کو توڑ بھی سکتے ہیں تاکہ وہاں نئے انتخابات کرائے جا سکیں۔

○ فاروق عبداللہ نے الزام لگایا کہ مرکزی حکومت نے ریاست میں نئے گورنر کی نامزدگی کیلئے ان کی حکومت سے کوئی مشورہ نہیں کیا حالانکہ مرکزی حکومت ریاستی حکومتوں سے اس سلسلہ میں مشورہ کرنے کی پابند ہے۔ استعفیٰ پیش کرنے سے پہلے ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے راجیو گاندھی سے طویل ملاقات کی۔ قبل ازیں دو مرتبہ ۱۹۷۷ء اور ۱۹۸۴ء ریاست جموں کشمیر میں صدر راج نافذ ہو چکا ہے

○ چیکوسلواکیہ کی حکومت نے ویٹیکن سے باقاعدہ سفارتی تعلقات قائم کر لئے ہیں جو ۴۰ سال قبل منقطع کر لئے گئے تھے

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل کے مشہور شاگرد حضرت حکیم نظام جان کا

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

بے اولاد، نرینہ اولاد سے محروم، اٹھراء، بچوں کا سوکھا پن۔

• گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴
• ربوہ فون ۹۰۶ • قلعہ کالروالا • ملتان • کراچی

سستے پلاٹ اور کالونی میں سب سے بلند مقام پر

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم (مجید بلاک)

حکومت پاکستان سے منظور شدہ

اپنی تمام سہولتوں کیساتھ کمرشل و رہائشی پلاٹس کو اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس سکیم کو ہر طرح سے خوبصورت بنا رہے ہیں

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم میں نہایت کم قیمت پر پلاٹوں کی فروخت جاری ہے مندرجہ ذیل پلاٹوں کی خرید و فروخت کیلئے پتہ ذیل سے رابطہ کریں

۱ تا ۳۰، ۱۸۱ تا ۱۹۹، ۲۰۱ تا ۲۱۲ ــ ۲۲۳ تا ۲۲۷، ۱ تا ۶، ۲۳۸، ۲۳۹ اور ۲۵۳ تا ۲۹۹ ــ

عبدالمجید معرفت رزاق ریفریجریشن سروس ربوہ (ریلوے روڈ)